کے اختیار میں ہیں، اجر اور مدد کا وعدہ خداوندی موجود ہے :

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ (پ۲۴ رکوع ۱۱)	یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد کرتے ہیں دُنیا کی زندگانی میں اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے (یعنی میدانِ محشر میں)
اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ (سورۃ محمد پ۲۶)	اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائیں گے اور تمہیں ثابت قدم رکھیں گے ۔

اس عظیم مقصد سے فی الحال چونتیس ایکڑ زمین پر اس کام کے آغاز کا عزم کیا ہے ۔ اور خداوندکریم سے دست بدعا ہیں کہ وہ ہم سے اپنے دینِ متین کی بیش از بیش خدمت لے اور اپنی رضا و فضل سے دُنیا و آخرت میں ہمیں نوازے ۔

اس پروگرام کو بروئے کار لانے میں بڑے مراحل ہیں۔ سادہ سی عمارت بھی ایک مرحلہ ہے اور آئندہ اس منصوبہ کی توسیع میں خود بھی مصارف کا دائرہ بڑھے گا

اس لیے

قارئین کرام سے استدعا ہے کہ وہ دستِ تعاون بڑھائیں اور اس کارِ خیر میں حصّہ لیں۔ خدا اسے ہمارے اور اُن کے لیے صدقۂ جاریہ بنائے

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

حامد میاں غفرلہٗ

جامعہ مدنیہ لاہور

(قسط : ۱)

تجویز امارت شرعیہ فی الہند کی تاریخ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالواحد زید مجدہم
مدرّس و نائب مفتی و فاضل جامعہ مدنیہ

تاریخ کا خلاصہ

مولانا ابوالکلام آزادؒ کے سامنے کل ہند امارت شرعیہ کا منصوبہ کئی برس سے تھا۔ ۱۹۱۴ء میں شیخ الہندؒ کو پہلا امیر الہند بنانے کا پروگرام تھا جس پر شیخ الہندؒ راضی ہوگئے تھے لیکن ان کے باہر چلے جانے سے وہ منصوبہ ملتوی ہوگیا اور خود مولانا آزادؒ نظر بند کر دیے گئے، رہا ہونے سے پہلے اور بعد میں بھی کوششیں برابر جاری رکھیں لیکن حالات موافق نہ ہوئے۔ لہٰذا مولانا آزادؒ نے فیصلہ کیا کہ پہلے کم از کم صوبہ وار تنظیم کا کام شروع کیا جائے اور اس سلسلہ میں صوبہ بہار کے بعض علماء مثلاً مولانا ابوالمحاسن سجاد صاحب کی دلچسپی و تعاون سے وہاں امارت شرعیہ قائم ہوگئی، لیکن اس کے بعد اس پروگرام کی مخالفت شروع کر دی گئی جو (جیسا کہ ہم آج بھی دیکھتے ہیں) عوامی اخبارات و رسائل کے ذریعے سے عوام میں پھیلا دی گئی۔ اس پر جمعیت العلماء کو اس معاملہ کے سلجھانے میں باصلاحیت دیکھ کر مولانا آزاد نے یہ مسئلہ جمعیت کے حوالے کر دیا، اخبارات میں مخالفت ابوالکلام کو امیر الہند بنانے یا نہ بنانے سے متعلق نہیں تھی بلکہ نفس امارتِ شرعیہ کے بارے میں تھی۔ دہلی میں منعقدہ خاص مجلس شوریٰ میں امارت شرعیہ قائم کرنے پر سب کا اتفاق ہوا اور نومبر ۱۹۲۱ء میں منعقدہ اجلاس میں یہ تجویز رکھی گئی کہ تنظیم مسلمین قائم کی جائے اور امیر الہند کا انتخاب کر لیا جائے انتخاب سے پہلے ایک سب کمیٹی کو امیر شریعت کے اختیارات و فرائض پر ایک مسودہ پیش کرنا تھا لیکن اس کے بعد تاخیر ہوتی چلی گئی جس کی تفصیل مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب نے اپنے خطبہ صدارت میں بیان کی اور اس کے کچھ اسباب بیان کیے۔ اسباب بہرحال جو بھی ہوں یہ بات اپنی جگہ قابلِ افسوس ہے کہ ایک انتہائی مفید منصوبہ ختم ہوکر رہ گیا۔

تفصیلی مطالعہ مولانا ابوالکلام آزادؒ نے جمعیت علمائے ہند کے اجلاس سوئم منعقدہ لاہور (نومبر ۱۹۲۱ء) میں اپنے خطبہ صدارت میں یہ تذکرہ کیا۔

"۱۹۱۴ء کے لیل و نہار قریب الاختتام تھے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے یہ حقیقت اس عاجز پر منکشف کی اور مجھے یقین ہوگیا کہ جب تک یہ عقدہ (یعنی امارت شرعیہ کا) حل نہ ہوگا۔ ہماری کوئی سعی و جستجو بھی کامیاب نہ ہوگی۔ چنانچہ اسی وقت سے میں سرگرم سعی و تدبیر ہوگیا حضرت مولانا محمود حسن رحمہ اللہ سے میری ملاقات بھی در اصل اسی سعی و طلب کا نتیجہ تھی۔ انھوں نے پہلی ہی صحبت میں کامل اتفاق ظاہر فرمایا اور یہ معاملہ بالکل صاف ہوگیا تھا کہ وہ اس منصب کو قبول کرلیں گے اور ہندوستان میں نظم جماعت کے قیام کا اعلان کردیا جائے گا مگر افسوس ہے کہ بعض زود رائے اشخاص کے مشورہ سے مولانا نے اچانک سفر حجاز کا ارادہ کر دیا اور میری کوئی منت و سماجت بھی انہیں سفر سے باز نہ رکھ سکی۔ اس کے بعد میں نظر بند کر دیا گیا لیکن ایّام نظر بندی میں بھی اس کی فکر و تبلیغ سے غافل نہ تھا، چنانچہ صوبہ بہار کے بعض احباب و مخلصین کو اسی زمانے میں اس طرف توجہ دلائی گئی اور وہاں ابتدائی بنیاد اس کی ڈال دی گئی۔ اسی زمانے میں میرے عزیز و رفیق مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب رانچی میں مجھ سے ملے تھے اور اسی وقت سے سعی و تدبیر میں مشغول ہوگئے تھے۔ جنوری ۱۹۲۰ء میں جب میں رہا ہوا اور موجودہ تحریک خلافت کی تنظیم شروع ہوئی تو اس وقت بھی میں نے بار بار کوششیں کیں اور تمام کارکن طبقہ کو اس طرف توجہ دلائی مگر حالات موافق و مساعد نہ ہوئے اور مجھے مجبوراً انہی اصلاحات پر قناعت کرلینی پڑی جو اس تحریک کے اندر رہ کر میں انجام دے سکتا تھا۔ گزشتہ موسم گرما میں جب اس طرف سے مایوسی ہوگئی کہ تمام ملک کے لیے کوئی متفقہ و متحدہ نظم قائم ہو تو پھر یہ ارادہ کیا۔ اوّلاً صوبہ وار تنظیم کا کام شروع کر دیا جائے۔ چونکہ صوبہ بہار میں تین چار سال سے ابتدائی بنیاد کام کر رہی تھی اس لیے سب سے پہلے اسی کی طرف توجہ ہوئی اور میں نہیں جانتا کہ کن لفظوں میں میں علمائے بہار کو مبارک باد دوں کہ انھوں نے سبقت بالخیرات کا مقام اعلیٰ حاصل کیا اور جمعیت العلماء بہار کے جلسہ میں تین سو مجمع علماء نے بالاتفاق اپنا امیر شریع منتخب کرلیا۔ اس کے بعد ارادہ تھا کہ فوراً دوسرے صوبوں میں بھی کام شروع کر دیا جائے لیکن یکایک بعض حضرات نے اس مسئلہ کی نسبت اخبارات میں قیل و قال شروع کر دی اور بلا ضرورت علمائے ملّت کا انتظام عوام میں بصورت

اختلاف وجدل نمایاں کر دیا گیا۔ یہ چیز مجھ کو اس کام سے ایک لمحہ کے لیے بھی نہیں روک سکتی تھی مگر جب میں نے دیکھا کہ اب یہ مسئلہ منظرِ عام پر آچکا ہے اور جمعیّت العلماء اس کا آخری اور قطعی فیصلہ کر سکتی ہے تو یہی مناسب معلوم ہُوا کہ اسے جمعیّت کے حوالے کر کے بالفعل خود سبکدوش ہو جاؤں، چنانچہ ارکان جمعیّت کی ایک خاص مجلس شورٰی منعقدہ دہلی میں یہ مسئلہ پیش ہو کر بالاتفاق منظور ہُوا اور اب اس کا آخری فیصلہ اس اجلاس کے ہاتھ میں ہے۔ (ص: ۱۵/۱۴ جمعیّت العلماء ہند دستاویزات مرکزی اجلاس ہائے عام۔ جلد اوّل)

مذکورہ بالا اجلاس کی تجاویز میں سے دو درج ذیل ہیں۔

(۱) جمعیۃ العلماء ہند کا یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ تنظیم جماعت مسلمین کے لیے ضروری ہے کہ امیر الہند کا انتخاب کر لیا جائے، امیر شریعت کے اختیارات و فرائض کے تعین کے لیے ایک سب کمیٹی بنادی جائے جو جلد از جلد اس کا مسودہ تیار کر کے جمعیۃ العلماء کے اجلاس مجوزہ دسمبر میں بمقام بدایون پیش کرے۔ سب کمیٹی کے ارکان یہ ہوں گے۔

مولانا خلیل احمد صاحب، مولانا شبیر احمد صاحب، مولانا محمد سجاد صاحب، مولانا محمد فاخر صاحب مولانا محمد کفایت اللہ صاحب، مولانا عبد الباری صاحب، مولانا سبحان اللہ صاحب، مولانا محمد داؤد صاحب مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مولانا عبد الماجد صاحب، مولانا محمد ابراہیم صاحب، مولانا انور شاہ صاحب مولانا مرتضیٰ حسن صاحب، مولانا ثناء اللہ صاحب، مولانا احمد اللہ صاحب۔

(۲) ۱۰، ۱۱ دسمبر کو بدایوں میں جمعیۃ کا ایک عام اجلاس خصوصی منعقد ہو جو سب کمیٹی کی رپورٹ پر غور کرنے کے بعد انتخاب امیر کی کارروائی عمل میں لائے۔ (ص: ۱۳۲۔ ایضًا)

اس کے بعد سب کمیٹی کے جلسہ منعقدہ ۹ دسمبر ۱۹۲۱ء بمقام بدایوں کی رو داد یوں ہے۔

اس اجلاس میں علاوہ ارکان سب کمیٹی کے حضرات ذیل بھی موجود تھے۔

حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب، مولانا سیّد سلیمان صاحب ندوی، سیّد ظہور احمد سیکرٹری مسلم لیگ مولانا غلام محمد صاحب شملوی، مولانا احمد مختار صاحب صدیقی، مولانا نذیر احمد صاحب خجندی، مولانا یعقوب بخش صاحب بدایونی، مولانا اعجاز احمد صاحب، مولانا سراج احمد صاحب مولانا عبد الوہاب صاحب مولانا عبد الودود صاحب، مولانا نور الحسن صاحب مولانا فرخندہ علی صاحب۔ سب کمیٹی نے نو موافق تجویز

منظور شدہ اجلاس جمعیۃ علماء ہند منعقدہ ۲۲ نومبر ۱۹۲۱ء بمقام لاہور امیر الہند کے فرائض و اختیارات کا حسبِ ذیل مسودہ تیار کیا ... الخ (نوٹ: مسودہ اس مضمون کے آخر میں دیا گیا ہے۔ (ص ۲۶۸ ایضاً)

اس رپورٹ کے بارے میں تعارفی کلمات میں مولانا محمد میاں رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

"اگرچہ متعدد مشکلات کے باعث کوشش اور جدّوجہد کے باوجود امارت شرعیہ کا خاکہ اَب تک رنگ آمیزیٔ عمل سے خالی ہے مگر چونکہ شرعی نقطۂ نظر سے اس کی اہمیت کو کسی وقت بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ نیز اس مسودہ کے مضامین سے بہت سے ان شکوک کا ازالہ ہوسکتا ہے جو قیامِ امارت کے مخالف حضرات پیش کیا کرتے ہیں۔

(مطبوعہ ۱۳۴۱ھ بمطابق ۱۹۲۲ء ص: ۲۶۷ ایضاً)

جمعیت عُلماء ہند کا اجلاس خاص بمقام اجمیر شریف مارچ ۱۹۲۲ء زیر صدارت مولانا عبد الباری فرنگی محلی۔

تجاویز

تجویز نمبر ۱: جمعیت العلماء ہند کے اجلاس منعقدہ لاہور نے طے کر دیا ہے کہ ہندوستان کے مُسلمانوں کی تنظیم و اقامت محاکم شریعت و بیت المال کے لیے امیر الہند کا انتخاب کیا جائے۔ چونکہ امیر الہند کا انتخاب بظاہر اس وقت تک مشکل ہے جب تک صوبہ وار امراء منتخب نہ ہوجائیں لہٰذا جمعیّت العلماء ہند کا یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ جلد امراء صوبہ کا انتخاب عمل میں آئے اور ہر صُوبہ کی جمعیّت کو توجہ دلاتا ہے کہ جلد از جلد اس غرض کے لیے جمعیّت صوبہ کے عام اجلاس کر کے اپنے صُوبہ کے واسطے امیر الشریعت انتخاب کر لے، انتخاب امیر سے قبل اس کے فرائض و اختیارات و قواعد مرتّب کر کے جمعیۃ العلماء ہند سے منظور کرا لیے جائیں۔

تجویز نمبر ۴: مولانا عبد الحلیم صدّیقی نے امیر شریعت کے اختیارات و فرائض کے متعلق سب کمیٹی اجلاس بدایوں کا مرتّب کردہ مسودہ پیش کیا مگر یہ مسودہ مولانا عبد القدیر صاحب بدایونی کی تحریک و مولانا شاہ سلیمان صاحب کی تائید سے آئندہ اجلاس کے لیے ملتوی کر دیا ہے۔ (ص: ۱۳۵/۳۶ ایضاً)

جمعیّت العلماء ہند کے اجلاس چہارم بمقام گیا۔ دسمبر ۱۹۲۲ء میں مولانا حبیب الرحمٰن دیوبندی رحمہ اللہ نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا۔

"ایسی حالت میں کہ مُسلمان ایک غیر مُسلم طاقت کے زیرِ حکومت ہیں اور نہ اُن کو اپنے معاملات میں مذہبی آزادی حاصل ہے ضروری ہے کہ مُسلمان اپنے لیے والی اور امیر مقرر کریں۔ دار القضاء قائم کر کے قضاۃ و مفتیین کا تقرر کریں۔ جمعیۃ العلماء میں یہ تجویز منظور ہو چکی ہے اور جمعیۃ العلماء کے اجلاس لاہور میں یہ طے ہُوا تھا کہ ایک سب کمیٹی کا اجلاس بدایوں میں منعقد کیا جائے جس میں امیر شریعت کی شرائط و فرائض و اختیارات وغیرہ مسائل کو طے کر لیا جائے اور اس کے بعد انتخاب امیر کا مسئلہ پیش کیا جائے۔

اس قرارداد کے موافق ۸ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ (۹ دسمبر ۱۹۲۱ء) کو سب کمیٹی کا اجلاس ہُوا اور مختلف مسودے پیش ہُوئے مگر ابھی تک ان کا نتیجہ مرتّب ہو کر مجلس منتظمہ میں پیش نہیں ہُوا اُمید ہے کہ جلد از جلد اس کے قواعد مرتّب ہو کر انتخاب امیر کا وقت آجائے گا۔ یہ بھی طے ہو چکا ہے کہ ہندوستان کے امیر شریعت کے تحت میں صوبہ وار امیر مقرر ہوں گے، میرے نزدیک مجلس منتظمہ کو اس امر کا فیصلہ بھی کر لینا چاہیے کہ ترتیب مناسب کیا ہے؟ آیا اوّل امیر عام کا انتخاب کیا جائے اور بعدہ امراء صوبہ جات کا یا صوبہ جات کے امراء منتخب ہو جانے کے بعد امیر الہند کا انتخاب کیا جائے، مُسلمانوں کے تشتت وافتراق اور ضروریات دین سے غفلت جمود کا خیال کرتے ہُوئے میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ اوّل صوبہ جات کے امراء کا انتخاب کیا جائے اور جب ہم کو صوبہ جات کی حالت سے اطمینان ہو جائے اس وقت امیر عام کا انتخاب ہونا چاہیے۔ اگر ہم کو صوبہ جات کے انتخابات میں کامیابی ہو گئی تو ہمارے لیے شاہراہ عمل کھل جائے گی۔ ایک صوبے میں اگر خدانخواستہ ناکامی ہُوئی تو دوسرے صوبہ میں عمل کے لیے موقع باقی رہے گا اور امیر الہند کے معاملہ میں ایک دفعہ ناکامی ہُوئی تو ہمیشہ کے لیے اس تجویز کا خاتمہ ہو جائے گا، ملک کے حالات سے واقف کار حضرات ناکامی کے خطرہ سے کبھی مطمئن نہیں ہو سکتے، بہرحال اب اس تجویز کی تکمیل کی جلد از جلد ضرورت ہے۔" (ص: ۱۸۵۔ ایضاً)

جمعیّت العلماء ہند اجلاس خصوصی ششم، مراد آباد جنوری ۱۹۲۵ء میں مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد نقشبندی رحمہ اللہ نے اپنے صدارتی خطاب میں یہ تذکرہ کیا۔

"علمائے کرام و اعیان ملّت، مُسلمانوں کی حیات اور اجتماعی زندگی بلکہ محض باعزّت زندگی کے

لیے اگر کوئی چیز ہندوستان میں ضروری اور لازم ہے تو مسلمانوں کا شرعی اُصولوں کے ساتھ باضابطہ منظّم ہونا ہے، مگر افسوس کہ یہ چیز جتنی ضروری اور اقدم واہم ہے اسی قدر اس کے ساتھ بے اعتنائی اور لاپرواہی برتی گئی اور آج تک باوجود ادراک واحساس وہی غفلت اور وہی جمود ہے۔

پیہم مصائب اور متواتر آلام کا یہ ثمرہ ہے کہ پہلے اس کا ادراک و احساس افراد تک محدود تھا پھر مقتدر اور منتظم بالشان جماعت کو ہوا اور آج بحمد اللہ یہ حالت ہے کہ ہندوستان کا گوشہ ایسا نہیں جس سے یہ خوش آئند آواز سنائی نہ دیتی ہو کہ مسلمانوں کی تنظیم کی ضرورت ہے ...

چنانچہ انھوں (یعنی جمعیت علمائے ہند کے ارباب حل و عقد اور اس کے کارکنان) نے اجلاس جمعیۃ العلماء ہند ۱۹۲۱ء امارت شرعیہ فی الہند کی تجویز منظور کی جو زیر صدارت حضرت علاّمہ ابوالکلام صاحب آزاد منعقد ہوا تھا۔ اور اسی اجلاس میں امیرِ شریعت کے اُصول کو منضبط کرنے اور بعض اُمور کی تشریحات کے لیے ایک مجلس بنائی گئی اور اسی اجلاس میں یہ بھی طے پایا کہ ایک ماہ بعد فوراً ایک دوسرا خصوصی اجلاس اس مسودہ کی منظوری اور انتخاب امیر الہند کے لیے منعقد کیا جائے مگر جس ہفتہ میں اجلاس خصوصی تھا وہی وقت حکومت کے جبر واستبداد کے کامل مظاہرہ اور قوم کے دلیرانہ مقابلہ کا تھا اور مولانا ابوالکلام صاحب آزاد اور دوسرے علماء وغیرہ بھی گرفتار ہوتے اور شاید دشمنان اسلام کی طرف سے جابجا عنوانوں سے یہ مشہور کیا گیا کہ اجلاس ملتوی ہوگیا۔ بات بھی لگتی ہوئی تھی کیونکہ خاص خاص مراکز میں گرفتاریاں عام تھیں۔ جن اراکین کے کانوں تک التواء کی غلط آواز پہنچی انھوں نے قرائن پر قیاس کرکے صحیح سمجھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اتنے ارکان نہ پہنچ سکے جن کی موجودگی میں اجلاس منعقد ہو سکتا مگر پھر بھی بعض حضرات علمائے اکابر و بعض ارکان زعمائے ہند پہنچ گئے تھے۔ مثلاً مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب، مولوی ظہور احمد صاحب سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ وغیرہ، آخر ان حضرات کا باہمی مشورہ ہوا اور اس مجلس نے جو ترتیب مشورہ کے لیے مرتّب ہوئی تھی، مسودہ مرتّب کیا۔

بعدہٗ کچھ ایسے واقعات وحوادث پیش آئے کہ اس مسودہ پر مجلس منتظمہ کو غور کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اس بناء پر جمعیت علمائے ہند کے اجلاس اجمیر میں یہ غور کیا گیا کہ امارت شرعیہ ہند کے قیام میں چونکہ بہ ہمہ وجوہ متعددہ تعویق ہے اس لیے جب تک صوبہ وار امارت شرعیہ

کی جائے اور اس لیے جمعیّت عُلمائے ہند نے صُوبہ وار جمعیتوں کو مخاطب کرتے ہوئے ایک تجویز کے ذریعے سے اُن کو ہدایت کی کہ جلد از جلد صوبہ وار امارت شرعیہ قائم کریں، مگر صُوبوں کے ناظم اس دَور میں اپنے صوبہ کے کاموں کے ذمّہ دار تھے، اس لیے غالبًا اس تجویز پر عمل نہ کر سکے، پھر فروری ۱۹۲۲ء میں بمقام دہلی جلسہ منتظمہ میں مسودہ فرائض و اختیار امیر شریعت اور نظام نامہ امارت شرعیہ فی الہند کو طبع کرا کر تمام ارکان انتظامیہ جمعیۃ عُلمائے ہند اور دیگر اہل الرائے کی خدمت میں بھیجنے کی تجویز منظور ہوئی چنانچہ اس تجویز کے مطابق عمل بھی ہوا۔ یہ ہیں جمعیّت عُلمائے ہند کے مساعی جمیلہ جو اس نے ہندوستان کے اندر سب سے پہلے اجتماعی زندگی کے اُصول کے قیام اور اجرائے نظام کے لیے آج تک انجام دیے ہیں، لیکن افسوس کہ حالات نے مساعدت نہ کی اور عملی شکل اختیار نہیں کی۔ شاید اس تعویق اور تاخیر میں یہ مصلحت ہو کہ اس وقت ہندوستان کے بہت سے ارباب حل و عقد عُلماء وغیرہ قید خانوں میں محبوس تھے۔ اس لیے امارت کے قیام و استحکام کے لیے ان اصحاب کے باہر آجانے کی ضرورت تھی تاکہ تمام یا اکثر ارباب حل و عقد عُلماء وغیر عُلماء غور و فکر کے بعد ایک مضبوط بنیاد پر اس کو قائم کریں۔ کیونکہ اس کی بُنیاد تو انسانی قلوب کی زمین پر ہوتی ہے نہ کہ مٹی کے ڈھیر یا پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور اس کا حصار و اسلحہ خانہ تو صرف حقیقی ایمان ہے نہ کہ توپ و تفنگ اس لیے قلوب کے انشراح کی ضرورت ہے اور انشراح کامل شاید کچھ سکون ہی کی حالت میں ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ تدبّر و تفکر سے کام لیا جائے۔

اَب وقت ہے کہ عُلماء وغیر عُلماء اس مسئلہ پر غور کریں کیونکہ دونوں اہل علم و اہل الرائے حضرات موجود ہیں جو ارباب حل و عقد ہیں اور اُنھیں کا فرض ہے کہ اس مسئلہ پر غور کریں اور جس قدر جلد ممکن ہو اس کو انجام دیں (ص: ۳۰۶ / ۳۰۵۔ ایضًا

جمعیت عُلمائے ہند اجلاس ہشتم۔ پشاور۔ دسمبر ۱۹۲۷ء

اس اجلاس میں اپنے خطبہ صدارت میں مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے فرمایا۔

جمعیت عُلمائے ہند نے اپنے گزشتہ اجلاسوں میں بھی اس مسئلہ پر متعدد مرتبہ زور دیا ہے اور اس نے دارالامارۃ اور دارالقضاۃ کے اُصول و قواعد بنانے کے لیے ایک خاص کمیٹی مقرر کر کے مسودے بھی تیّار کرالیے ہیں لیکن چونکہ امیر کا انتخاب جمہور مسلمین کے اتفاق سے ہی ہو سکتا ہے اس لیے

آج تک بوجہ خوف افتراق اس کے عمل پر اقدام نہیں کیا گیا۔ ہندوستانی صوبوں میں سے صُوبہ بہار قابلِ مبارکباد ہے کہ اس نے امارت شرعیہ کا ایک نظام قائم کر رکھا ہے اور اس کے ماتحت بہت سے مفید قومی اور مذہبی کام انجام پاتے ہیں۔ اگر ہندوستان کے دوسرے صوبے بھی اس فرض کو ادا کریں تو پھر اُن کی اجتماعی قوّت سے صوبہ کی مقامی حیثیّت بھی بہت قوی ہو جائے گی اور تمام ہندوستان میں ایک منظّم محکمہ شرعیہ قائم ہو جائے گا اور اس حالت میں گورنمنٹ سے تنفیذی اختیارات حاصل کر لینا بھی آسان ہوگا۔" (ص: ۳۳۴۔ ایضًا)

کیے جانے والے بعض اعتراض اور اُن کے جواب

۱۔ • مولانا ابو الکلام آزادؒ نے کہا:

بعض حضرات کا بیان ہے کہ اس سے ممکن ہے کہ کوئی نیا فساد اُٹھ کھڑا ہو۔

مَیں عرض کروں گا کہ اگر یہ طریقہ احکام شریعت سے ماخوذ ہے تو ہمارے سامنے یقین و برہان آگیا۔ اَب کیا آپ یقین کو شک کی خاطر چھوڑ دیں گے؟ آپ کہتے ہیں کہ ممکن ہے کوئی فساد پیدا ہو جائے مَیں کہتا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہمیں یقین دلایا ہے کہ فوز و فلاح حاصل ہوگی، پھر کیا شک لے کر آپ یقین کے مقابلے کے لیے اُٹھے ہیں۔ (خطبہ صدارت، مولانا آزاد، نومبر ۱۹۲۱ء)

۲۔ مولانا ابو المحاسن محمد سجاد صاحبؒ کا بیان

حضرات! مجھے معلوم ہے کہ اس دَور میں اس قدیم اُصول نظام پر کیا کیا اعتراضات اور شُبہات ہیں اسی کے ساتھ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ بہت سے شُبہات تو صرف علائق خارجہ کے جذب و کشش سے پیدا ہو گئے ہیں اور بہت سے تردّدات ماحول کے واقعات اور اخوان زمان کی کیفیات نفسیہ سے حادث ہُوئے ہیں۔ ان متردّدین اور مشککین میں بہت سے ایسے حضرات ہیں کہ اُن کے دل و دماغ پر خارجی اثرات نے اتنا گہرا اثر جما دیا ہے کہ اب شاید اُن کے دل و دماغ میں حقیقی نظام اسلام کی تجسّس کے لیے بھی کوئی جگہ باقی نہیں ہے اور بہت سے حضرات ایسے ہیں کہ اگرچہ وہ بھی کسی حد تک خارجی اثرات سے متأثر ہیں لیکن مجھے یقین کامل ہے کہ وہ اصل نظام کی مکمّل صُورت کے متجسّس ہیں اور اگر یقین ہو جائے کہ شرعی اُصول سے نظام اسلام کی یہی واحد شکل ہے تو یقینًا اس کے آگے جبینِ نیاز رکھنے کو تیّار ہیں۔

اس لیے مجھے یقین ہے کہ ایسے حضرات کی کامل تشفی اس وقت ہوجائے گی جب کہ نظام اسلام کے متعلق جمعیّت عُلماء تالیف و تصنیف کا محکمہ قائم کرکے اس ضرورت کو پُورا کرے گی۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی عُلمائے ربانیین سے علمی مجالس اور خاص صحبتوں میں گفتگو کرکے تشفی حاصل کی جاسکتی ہے اس لیے اگر عُلمائے کرام کا ایک طرف یہ فرض ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی تشفی و تسکین کا سامان مہیّا کریں اور حقائق کے سمجھانے کی کوشش کریں تو دوسری طرف ان کا فرض یہ ہے کہ وہ بھی نہایت اخلاص کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کریں۔

یہ ضروری نہیں کہ ایک دو صحبتوں میں اگرکسی مسئلہ کے متعلق انشراح نہ ہو تو اس کو خلاف حق سمجھ لیا جائے۔ ایسا خیال کرنا ہی ضلالت کا باعث ہے کیا معلوم نہیں کہ ائمہ کرام کو ایک ایک مسئلہ کے انشراح کی طلب میں برسوں لگتے تھے۔ ایک ایک بات کی تفکر میں حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ شب بھر بستر مُبارک پر بے چینی کے عالم میں کروٹیں بدلا کرتے تھے۔ پس اگر آج چند گھنٹوں میں کسی مسئلہ کا انشراح نہ ہو تو اس کی تحقیق سے پہلو تہی نہ کرنی چاہیے۔

(خطبہ صدارت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب۔ اجلاس جمعیۃ العلماء ہند جنوری ۱۹۲۵ء)

۳۔ حضرت سیّد سلیمان ندوی ؒ کا بیان

حضرات! دوسری چیز یہ ہے کہ ہم انہی تمام قوتوں کو ایک مرکز پر جمع کریں۔ ہمارے خیالات و اعمال میں جو ایک طوائف الملوکی پیدا ہے وہ دُور ہو۔ حالت یہ ہے کہ ہم کو مذہبی، تعلیمی سیاسی اقتصادی، اصلاحی، تبلیغی ہر قسم کی ضرورتیں ہیں اور ان ضرورتوں کے لیے ہم نے الگ الگ انجمنیں قائم کرلی ہیں جن میں روزانہ تصادم رہتا ہے اور ہر ایک کمی سرمایہ سے نالاں ہے اور ہر ایک اپنی مرکزیت کے لیے کوشاں ہے ہم کو معلوم ہے کہ اُونچے طبقے کے لوگ اور اعلیٰ تعلیم یافتہ اصحاب کی جماعت اس سپردگی کے ننگ کو گوارا نہ کرے گی لیکن بہرحال مِلّت کی کثیر تعداد جو عام طبقوں پر مشتمل ہے ضرور اس میں شرکت پر آمادہ ہوگی۔

ہندوستان میں اب اور اب سے زیادہ آئندہ مُسلمانوں کو اپنی بقا کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک امارت شرعی کے ماتحت اپنے کو منتظم کریں۔ تعلیم یافتہ اصحاب کو شُبہہ ہے کہ عُلماء اس پردہ میں اپنی کھوئی ہُوئی وجاہت کو دوبارہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے یہ صاف کردینا چاہیے

ٹرکی میں مصطفےٰ کمال، مصر میں سلطان فواد، عرب میں ابن سعود، ریف میں محمد بن عبدالکریم ریاست اسلامی کا دعویٰ کر سکتے ہیں اور ہم لوگ اس کو قبول کرنے کو تیار ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم ہندوستان میں ایک غیر مسلح اہل اور صاحب لیاقت قائد کے ہاتھ پر بیعت نہ کر سکیں۔ اس کے لیے باقاعدہ بوریا نشین ہونے کی ضرورت نہیں، صرف اس کے دل کو اسلام سے آشنا ہونے کی حاجت ہے اس کے لیے اپنے مذہب اور مذہبی احکام سے ایک حد تک واقف ہونے کی ضرورت ہے... الخ

چند سال پہلے جب اس کے لیے موسم مناسب تھا محض اس لیے بعض اکابر نے اس سے پہلو تہی کی کہ تمام مسلمان اس پر متفق نہیں ہو سکتے۔ اس لیے جب تک اتفاق عام نہ ہو جائے اس کو قائم نہ کیا جائے۔ میری رائے میں حد درجہ غلطی ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ کسی طاقت کے بغیر تمام مسلمان از خود ایک مرکز پر متفق ہو جائیں۔ اس لیے اس خیالِ خام سے ہٹ کر ہم کو صرف یہ کرنا چاہیے کہ صوبوں میں اس کے متعلق کوشش کریں۔ جن صوبوں میں مسلمان بالکل صفر ہیں جیسے مدراس ممالک متوسط وغیرہ وہاں اس کی سب سے پہلے ضرورت ہے اور جس قدر مسلمان بھی اس مسئلہ پر متفق ہو سکیں اور اس تحریک پر آمادہ ہو سکیں ان کو ساتھ لے کر آگے بڑھنا چاہیے۔ آئندہ اس سلسلہ کی خود وسعت ہوتی رہے گی تا آنکہ کسی وقت تمام مسلمان اس حلقہ میں آجائیں۔ اسلام کے عقیدہ میں نظم و جماعت کے بغیر ہم صحیح اسلامی زندگی پر یقیناً قائم نہیں ہیں کہ نصب الامۃ واجب۔

جو لوگ اس حقیقت کی تسلیم سے اختلاف کرتے ہیں کیا وہ امامت کے اصولی مسئلہ پر اعتقاد نہیں رکھتے ؟ کیا ان کے نزدیک مسلمانوں کی اتنی بڑی آبادی میں کسی امامت کی ضرورت نہیں، یہ کہنا کہ امامت کے لیے نفوذ و اقتدار ضروری چیز ہے صحیح ہے لیکن یہ کامل امامت کی شرط ہے، مسئلہ کی صورت تو یہ ہے کہ اگر مسلمان کسی امر واجب کے ادا کرنے کی کماحقہ اور اس کو پورے شرائط کے ساتھ ادا کرنے پر قادر نہیں ہے تو آیا وہ واجب اس سے ساقط ہو جائے گا یا حسب استطاعت جہاں تک اس کی وسعت و قدرت میں ہو اس کو ادا کرنا ضروری ہے۔

(خطبۂ صدارت مولانا سیّد سلیمان ندوی اجلاس جمعیۃ العلماء ہند۔ مارچ ۱۹۲۶ء)

۴۔ مولانا انور شاہ کشمیری کی وضاحت

اگرچہ حکومت برطانیہ کے قیام اور تسلّط کی وجہ سے ان صوبہ وار امراء اور امیر اعظم کی کوئی

سیاسی حیثیت نہ ہوگی مگر مذہبی ضروریات کے فیصلے اور ان کے احکام سے صحیح طور پر واقع اور نافذ ہو سکیں گے اور مسلمانوں کا ایک بڑا مذہبی فرض (نصب امارت) ادا ہو جائے گا اور ان کی تمام مصیبتوں کا حل نکل آئے گا جن میں وہ آج کل مبتلا ہیں۔ (خطبۂ صدارت مولانا انور شاہ کشمیری۔ اجلاس جمعیۃ العلماء ہند دسمبر ۱۹۲۷ء)

مولانا معین الدّین اجمیری کے ایک خط کی وضاحت

۴۔ مولانا اجمیری نے مولانا عبد الباری فرنگی محلی کے نام اپنے مکتوب میں لکھا

"لیکن دہلی کے جلسہ جمعیّت العلماء کی شرکت نے اس سفر میں ایک جدید مانع پیش کر دیا کیونکہ اس کی تجویز کے مطابق ۱۷، ۱۸ ستمبر کو جلسہ منتظمہ قرار پایا ہے، اس میں ضبطیٔ فتویٰ و مسئلہ امامت پیش ہوگا جس کی طرف جناب مولوی ابو الکلام صاحب کو بے حد رجحان ہے، چونکہ اُن کو اس مسئلہ سے زیادہ دلچسپی ہے اس وجہ سے خالی الذہن عُلماء ان کی تقریر سے متأثر ہوتے اگر منجانب فقیر اس کے التوا کے متعلّق مختصر و جامع تقریر نہ ہوتی تو کچھ عجب نہ تھا کہ حاضرین عُلماء اسی وقت اس مسئلہ کو طے کر دیتے۔ اس وجہ سے عُلماء دہلی کا یہ خیال ہے کہ فقیر خصوصیّت کے ساتھ اس جلسہ میں شریک ہو" (ص: ۵۷ جماعت شیخ الہند اور تنظیم اسلامی)

مولانا نے یہ خط اگست ۱۹۲۱ء میں لکھا ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ ضبطیٔ فتویٰ کے اگست ۱۹۲۱ء میں ہونے کے بارے میں "جمعیت العلماء ہند۔ دستاویزات مرکزی اجلاس ہائے عام" میں یوں ہے۔

"جمعیّت العلماء ہند نے اپنے دوسرے اجلاس عام منعقدہ ۱۹۲۰ء بمقام دہلی ترکِ موالات کا فتویٰ جس پر ۴۸۴ عُلماء کرام نے دستخط کیے جاری کیا کہ ایسی ملازمت جس میں دُشمنانِ دین کی امداد اور اعانت ہو اور اپنے بھائیوں کو قتل کرنا پڑے وہ قطعاً حرام ہے۔ یہ فتویٰ اور اس کا خلاصہ شائع کروا کر تقسیم کروا دیا۔ ۸ اگست ۱۹۲۱ء کو متفقہ فتویٰ اور اس کا خلاصہ حکومت نے ضبط کر لیا، لیکن جمعیّت نے اسے بار بار شائع کروا کر قانون شکنی کی، اس جرم کی پاداش میں وسط ستمبر ۱۹۲۱ء میں بہت سی گرفتاریاں ہوئیں۔ مولانا شوکت علیؒ، مولانا محمد علیؒ، مولانا حسین احمد مدنیؒ،

پیر غلام مجدد، ڈاکٹر سیف الدین کچلو اور مولانا نثار احمد گرفتار ہونے والوں میں سے تھے۔ ان پر کراچی کا مشہور مقدمہ چلا۔ (ص: ۲۰)

خود شیخ الہند رحمہ اللہ کا خطبہ صدارت جون ۱۹۲۰ء کے اجلاس عام میں پڑھ کر سُنایا گیا۔ ترک موالات کی بحث کو شامل تھا اور شیخ الہندؒ نے کھل کر موالات کو حرام کہا۔

حاصل یہ ہے کہ مولانا اجمیری نے اپنے مکتوب میں دہلی کے جس جلسہ جمعیّت العلماء کا ذکر کیا ہے وہ اگست ۱۹۲۱ء میں منعقد ہُوا تھا۔ وہ کوئی اجلاس خاص تھا جس میں اور اُمور کے علاوہ مسئلہ امامت بھی زیرِ غور آیا یا ممکن ہے کہ خود مولانا آزاد کی تحریک پر یہ اجلاس بُلایا گیا ہو۔ اس کی طرف مولانا آزاد کے اس جلے میں اشارہ ہے۔

"جب مَیں نے دیکھا کہ اب یہ مسئلہ منظر عام پر آچکا ہے اور جمعیۃ العلماء اس کا آخری اور قطعی فیصلہ کر سکتی ہے تو یہی مناسب معلوم ہُوا کہ اسے جمعیّت کے حوالے کر کے بالفعل خود سبکدوش ہو جاؤں، چنانچہ ارکان جمعیّت کی ایک خاص مجلس شوریٰ منعقدہ دہلی میں یہ مسئلہ پیش ہو کر بالاتفاق منظور ہُوا۔

اسی اجلاس میں مولانا آزاد نے اپنا ما فی الضمیر بیان کیا اور اپنی تقریر سے موجود عُلماء کو متأثر کیا جو نفس امارت شرعیہ فی الہند کو قائم کرنے پر نہ صرف متفق ہو گئے ہوں بلکہ ان میں سے بہت سے اس پر بھی آمادہ ہو گئے ہوں کہ مولانا آزاد کے ہاتھ پر اسی وقت بیعت ہی کر لیں۔ مولانا اجمیری نے یہ دیکھ کر وہ کلمات کہے جو اجمیری سلسلہ کے مولانا منتخب الحق قادری صاحب نے نقل کیے یعنی

"عُلماء کے اس مؤقر اجتماع میں تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے اور صرف اشارہ کافی ہے۔ میں جملہ عُلماء کی توجّہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس تقریر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جو آپؓ نے حج سے واپسی پر اس قسم کا چرچا سُن کر کی تھی کہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ اگر حضرت عمرؓ کا انتقال ہو گیا تو ہم فوراً اور دفعتہً فلاں شخص کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو حکم دیا کہ لوگوں کو جمع کریں اور پھر فرمایا کہ فلتة بیعة اُمّت کے حق میں کبھی مفید نہیں ہو گی۔ اگر لوگ حضرت ابوبکرؓ کی بیعت سے استدلال کریں گے تو بہت بڑی غلطی کا ارتکاب کریں گے اس لیے کہ حضرت ابوبکرؓ واحد شخصیّت ہیں جن کے لیے اس قسم کی بیعت خالی از مضرت تھی۔ آپ کے علاوہ

کوئی دوسرا شخص ایسا موجود نہیں ہے۔" (بحوالہ جماعت شیخ الہند اور تنظیم اسلامی)

مولانا اجمیری کی اس توجہ دلانے پر جلسے کا رنگ ایک دم بدل گیا اور ایک شرعی حکم سامنے آنے پر بدلنا ہی چاہیے تھا۔ مولانا انور شاہ کشمیری اور مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہما اللہ نے بھی غور و فکر کرنے کی تائید کی۔ نفس امارت شرعیہ کے قیام پر وہ بھی متفق تھے بلکہ ہو سکتا ہے کہ اس کے حق میں تقریر بھی کر چکے ہوں، البتہ سوچ سمجھ کر کسی خاص شخص کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بارے میں انھوں نے بھی مولانا اجمیری کی تائید کی۔

معلوم ہوتا ہے کہ ۱۷، ۱۸ ستمبر ۱۹۲۱ء کو جو مجلس منتظمہ کا اجلاس ہوا اس میں بات اس حد تک رہی کہ امیر الہند کا انتخاب ہونا چاہیے اور یہ انتخاب نومبر ۱۹۲۱ء کو لاہور میں ہونے والے اجلاس عام میں کر لیا جائے گا۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے لوگ نومبر ۱۹۲۱ء کے اجلاس عام میں مولانا آزاد کے امیر الہند منتخب کیے جانے کی اُمید لگائے بیٹھے تھے لیکن مخالفین کی جانب سے اعتراض کیے جانے کی بنا پر یا از خود ضرورت محسوس کرنے کی بنا پر انتخاب سے پہلے ایک سب کمیٹی بنا کر اس سے امیر شریعت کے اختیارات و فرائض کی تعیین طلب کی گئی۔ اس کے بعد انتخاب کی تاخیر کی وجوہات مولانا محمد سجادؒ صاحب کے خطبہ صدارت میں مذکور رہیں۔

انتخاب کے مسلسل التواء سے ممکن ہے کہ مولانا آزاد نے اپنے سابقہ تجربات کی بناء پر سمجھ لیا ہو کہ جمعیت عُلماء ہند کے پلیٹ فارم سے بھی یہ معاملہ حل ہونے والا نہیں ہے۔

تجویز امارت شرعیہ فی الہند کے تمام پہلوؤں کو سامنے لانے کے لیے آخر میں مسودہ فرائض و اختیارات امیر الشریعۃ فی الہند نقل کیا جاتا ہے۔

مسودۂ فرائض و اختیارات امیر الشریعت فی الہند

۸ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ مطابق ۹ دسمبر ۱۹۲۱ء

یہ مسودہ جمعیۃ عُلماء ہند کے اجلاس لاہور کی تجویز کے بموجب ماتحت مجلس (سب کمیٹی) نے مرتب کیا تھا۔ اگرچہ متعدد مشکلات کے باعث کوشش اور جدوجہد کے باوجود امارت شرعیہ کا خاکہ اب تک تکمیل آمیزی

عمل سے خالی ہے مگر چونکہ شرعی نقطۂ نظر سے اس کی اہمیت کو کسی وقت بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا نیز اس مسودہ کے مضامین سے بہت سے ان شکوک کا ازالہ ہو سکتا ہے جو قیامِ امارت کے مخالف حضرات پیش کیا کرتے ہیں۔ لہٰذا اس سلسلہ تجاویز میں اس مسودہ کو شائع کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔[1] (محمد میاں عفی عنہ)

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

روداد جلسہ سب کمیٹی

منعقدہ ۸ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ - ۹ دسمبر ۱۹۲۱ء بمقام بدایوں

اسمائے حاضرین

مولانا مولوی محمد کفایت اللّٰہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند۔ مولانا سبحان اللّٰہ صاحب مولانا سیّد مرتضیٰ حسن صاحب، مولانا محمد فاخر صاحب، مولانا عبد الماجد صاحب، مولانا محمّد سجاد صاحب، مولانا عبد الحلیم صاحب صدیقی نائب ناظم جمعیۃ علماء ہند۔

۸ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ، ۹ دسمبر ۱۹۲۱ء روز جمعہ کو بعد نماز جمعہ سب کمیٹی کے ارکانِ موجودہ نے اجلاس کیا۔

اس اجلاس میں علاوہ ارکان سب کمیٹی کے حضرات ذیل بھی موجود تھے۔

حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب، مولانا سیّد سلیمان صاحب ندوی۔ سیّد ظہور احمد صاحب سیکرٹری مسلم لیگ مولانا غلام محمد صاحب شملوی، مولانا احمد مختار صاحب صدّیقی، مولانا نذیر احمد صاحب خجندی، مولانا یعقوب بخش صاحب بدایونی، مولانا اعجاز احمد صاحب، مولانا سراج احمد صاحب، مولانا عبد الوہاب صاحب، مولانا عبد الودود صاحب، مولانا نور الحسن صاحب، مولانا فرخندہ علی صاحب

(۱)

سب کمیٹی نے موافق تجویز منظور شدہ اجلاس جمعیۃ علماء ہند منعقدہ ۲۲ نومبر ۱۹۲۱ء بمقام لاہور امیر الہند کے فرائض و اختیارات کا حسبِ ذیل مسودہ تیار کیا۔

امیر الہند کے فرائض

دفعہ ۱:- فرائض اسلامیہ کی تعمیل کرانا۔ منہیات شرعیہ سے روکنا یعنی احکام شرعیہ کو بقدر استطاعت عملاً نافذ کرنا۔

تشریح: فرائض اور منہیات اور احکام شرعیہ سے مُراد وہ فرائض اور منہیات اور احکام ہیں جو متفق علیہا ہیں۔

---

[1] حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب صدیقی نے ۱۳۴۱ھ میں اس مسودہ کو جمید یہ پریس دہلی سے چھپوا کر شائع کیا تھا۔

دفعہ ۲۔ اقامت بیوت مال۔

دفعہ ۳۔ اقامت محکمہ جات قضا

دفعہ ۴۔ اقامت نظارۃ اوقاف اسلامیہ

دفعہ ۵۔ اقامت نظارۃ التعلیمات

دفعہ ۶۔ اقامت نظارۃ التبلیغ والارشاد

دفعہ ۷۔ اقامت نظارۃ منافع عمومیہ

دفعہ ۸۔ اقامت محکمہ احتساب۔

نوٹ : امیر کو ان تمام فرائض میں سے کل یا بعض کو جاری کرنے یا مقدم و مؤخر کرنے کا حسب تفویض جمعیۃ علماء ہند اختیار ہوگا۔

اختیارات امیر الہند

دفعہ ۹۔ امیر اپنے فرائض میں سے اُن فرائض کو جن کی تنفیذ اُصولاً جمعیۃ علماء ہند اس کے سپرد کرے گی۔ نافذ کرنے کا مجاز ہوگا۔

دفعہ ۱۰۔ صوبجات کے اُمراء شریعت اور محاکم شرعیہ کے نظّار و اعلیٰ افسر مقرّر کرنے یا معزول کرنے کا اختیار امیر الہند کو ہوگا۔

دفعہ ۱۱۔ امیر الہند بشرکت جماعت انتظامیہ جمعیۃ علماء ہند سالانہ بجٹ تیار کرے گا۔ اس کے موافق خرچ کرنے کا مجاز ہوگا۔

دفعہ ۱۲۔ امیر الہند اپنے تمام اختیارات کو اس مجلس شوریٰ کے مشورے کے مطابق استعمال کریگا جو جمعیۃ علماء ہند معین کرے گی۔

دستخط محمد کفایت اللہ غفرلہ

محمد سبحان اللہ گورکھپور فقیر سیّد محمد فاخر بے خود محمدی الہ آبادی غفرلہ

بندہ محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ : امیر کی مدّت امارت مقرّر ہونی چاہیے۔

(۲)

فرائض و اختیارات کے بعد بغرض سہولت کار سب کمیٹی مناسب سمجھتی ہے کہ امارت شرعیہ کے دیگر متعلقات کی نسبت بھی اپنے خیالات کا اظہار کردے۔

امیر الہند کے اوصاف لازمہ

دفعہ ۱۔ امیر الہند کی منزلت شرعیہ "امیر الناحیہ" کی ہوگی اور مسلمانانِ ہند پر ان کی اطاعت لازم ہوگی۔

دفعہ ۲۔ علوم شرعیہ بالخصوص تفسیر و حدیث و فقہ میں متبحر عالم ہو۔

دفعہ ۳۔ اعمال و اخلاص کے لحاظ سے اُمّت کے لیے اسوۂ حسنہ بننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

دفعہ ۴۔ سیاسیات میں حسبِ ضرورت وقت واقفیّت رکھتا ہو۔

دفعہ ۵۔ اس کی انتظامی قابلیّت اور ایمانی جرأت کا تجربہ ہو چکا ہو۔

دفعہ ۶۔ ذاتی قابلیّت اور اسلامی خدمات کی وجہ سے عوام و خواص کے اکثر طبقات کی معتدبہ جماعت پر اس کا اثر ہو۔

نصب و عزل امیر الہند

جمعیۃ علماء ہند کا اجلاس عام ہی امیر الہند کا تقرّر و عزل کر سکتا ہے۔

امیر الہند کی مجلسِ شوریٰ

جمعیۃ عُلماء ہند ایک مجلس منتخب کرے گی جس کے ارکان کی تعداد کم از کم سات ہوگی اور جس میں پانچ عالم اور دو غیر عالم ماہرین سیاست ہوں گے۔ یہ مجلس امیر الہند کی مجلسِ شوریٰ کہلائے گی اور امیر الہند اس کے مشورہ کے مطابق کام کرنے کے پابند ہوں گے۔

(۳)

یہ صرف اُصولی طور پر خاکہ مرتّب کیا گیا ہے۔ فرعیات کے ابواب جُداگانہ جمعیۃ عُلماء ہند کی ہدایت کے بموجب جمعیۃ التشریح مرتّب کرے گی۔

(دوسری آخری قسط)

تجویز امارتِ شرعیہ فی الہند کی تاریخ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالواحد زید مجدہم
مُدرّس و نائب مُفتی و فاضل جامعہ مدنیہ

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

مسودہ

امیر الشریعت فی الہند

از حضرت مولانا محمد سجاد صاحب قدس اللّٰہ سرہ العزیز

تشریح امیر الہند

(۱)

تمام مسلمانانِ ہند خصوصاً اہلِ سُنّت والجماعت کی سیادت و قیادت و تنفیذ و اجرائے احکام شرعیہ و انتظام و انصرام اُمور مذہبی کے لیے ایک شخص واحد والی با اختیار امیر الشریعۃ للہند ہونا ضروری ہے جس کا منصب امیر الہند ہوگا اور اس کی تمام مسلمانوں پر پابندی اُصول مقرّرہ پیروی لازم ہوگی اور اس سے انحراف معصیت۔ لیکن اس کے ہر خیال اور ہر عمل کی اتباع ہر شخص کے لیے ضروری نہیں۔

امیر کے لیے ہر حسبِ ذیل صفات کا ہونا لازمی ہے اور یہی صفات اس کی شرائط ہوں گی۔

شرائطِ امیر الہند

الف۔ مسلم مرد عاقل بالغ آزاد ہو۔

ب۔ عالم باعمل ہو۔ یعنی کتاب اللہ و سُنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے معانی اورحقائق کا معتدبہ علم رکھتا ہو۔ اغراض و مصالح شریعت اسلامیہ وعلم الفقہ وغیرہ سے واقف ہو اوراحکام شرعیہ پرعمل کرنا اُس کا شیوہ ہو۔

ج۔ سیاسیاتِ ہند وسیاسیاتِ عالمِ اسلامیہ سے واقفیّت تامہ رکھتا ہو اور حتیٰ الامکان تجربہ سے اکثر صائب الرائے ثابت ہوچکا ہو۔

د۔ ذاتی قابلیّت و وجاہت کی وجہ سے عوام وخواص کے اکثر طبقات کی ایک معتدبہ جماعت پر اس کا اثر ہو۔

ہ۔ حق گو، حق شنو، قوی القلب، صاحب عزیمت ہو اور اُس کی ذات سے مادی طاقتوں سے کسی حال میں مرعوب ہونے کا اور حکومت کافرہ سے ساز باز کرنے کا بظاہر اندیشہ نہ ہو جس کا اندازہ اس کے گزشتہ و موجودہ زندگی سے کیا جائے گا۔

و۔ سیئ الخلق، غلیظ القلب، سریع الغیظ نہ ہو۔

فرائض امیر الہند

(۲)

امیر الہند حقیقتاً شرعًا نائب خلیفۃ المسلمین ہوگا۔ اس لیے از روئے احکام شرع جتنے فرائض خلیفۃ المسلمین کے ہیں وہ سب امیر الہند کے ہوں گے اور اس طرح کی تفصیل و تجدید کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

مگر ہندوستان کے مُسلمانوں کی حدیث النوعیت زندگی اور باہم مختلف الخیال فرق کا اجتماع حکومت کافرہ کا تسلط، غیر مذہبوں کی بحالت بے چارگی ہمسائیگی اس امر کی مقتضی ہے کہ نظر بحالت موجودہ بغرض حصول مقصود شرعی و سدباب مفاسد و فتن فرائض امیر الہند اصولاً حسبِ ذیل اُمور تک محدود رہیں گے۔

الف۔ اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے مناسب تدابیر اختیار کرنا اور اس کے لیے اصلح و مسائل اسباب مہیّا کرنا۔

ب ۔ عالمِ اسلامی کے داخلی وخارجی تغیّراتِ احوال کے وقت مذہبی نقطہ نظر سے بمشاورۂ اہلِ شوریٰ ایسے احکام جاری کرنا جس سے مُسلمانانِ ہند اور اسلام کا فائدہ متصور ہو اور جس کا ماخذ کتاب وسُنّت وآثارِ صحابہ کرام وفقہ ائمہ عظام ہوگا۔

ج ۔ مُسلمانانِ ہند کو (باوجود مذہبًا مختلف الخیال ہونے کے اُن کی مذہبی آزادی کو قائم رکھتے ہُوئے) متحد رکھنا۔

د ۔ حقوقِ مسلمین واحکام شرع ووقار اسلام کو کلیتہً محفوظ رکھتے ہُوئے بہ نظر تکمیل مقاصد شریعت ہندوستان کی دیگر اقوام کے ساتھ صلح وآشتی کا برتاؤ کرنا۔

ہ ۔ بشرط امکان غیر مسلم المذاہب جماعتوں کے ذمّہ دار قائم مقاموں سے موافق سُنّتِ اسلام تحریری موادعت نامہ مکمّل کرنا۔

و ۔ بنا بر اخوّتِ اسلامی واحکام شرع ممالک اسلامیہ کے ذمّہ دار اصحاب کے ساتھ موثق ومستحکم طریقہ پر ارتباط و تعلقات قائم کرنا۔

ز مسلمانوں کی مذہبی و اخلاقی و تعلیمی و اقتصادی حالت کے دُرست ہونے کی کوشش کرنا۔

ح ۔ مُسلمانوں کو احکام منصوصہ متفق علیہا پر عمل کرنے کے لیے مجبور کرنا۔

ط جن احکامِ شرع کا نفاذ حکومت کافرہ کی وجہ سے اس وقت تک مسدود ہے ان سب کو جاری کرنے کی کوشش کرنا

ی مُسلمانوں کے باہمی مذہبی منافرت تحریری وتقریری جس سے محض اظہار حق ہو جاری رکھتے ہُوئے اس کے ان عنوانوں وکارروائیوں کو روکنا جن سے نفاق وشقاق بین المسلمین پیدا ہو اور تفریق جماعت ہو۔

یا

نظام محکمۂ شرعیہ قائم کرنا، جس سے مفصلۂ ذیل شعبے ہوں گے اور حسبِ ضرورت دیگر شعبے قائم کیے جائیں گے۔

۱۔ بیت المال المرکزی للھند جس کے ماتحت صوبہ وار بیت المال ہوگا۔

۲۔ انفصالِ خصومات کے لیے محکمہ دار القضاء قائم کرنا۔

۳۔ نظارت التعلیمات

۴۔ دائرۃ التبلیغ والاشاعت

۵۔ دائرۃ الاحتساب

۶۔ نظارت الاوقاف

۷۔ نظارت المساجد والائمہ

۸۔ دائرہ منافع عامہ

(ب) آزادیٔ ہند و جمہوریت ہند کے قائم ہونے کے بعد ملکی انتظام میں صدر جمہوریت سے کامل اتحاد و اتفاق کے ساتھ مل کر کام کرنا اور اسلامی محکمہ شرعیہ کے نظام کو مستقلاً محض مسلمانوں کے اختیار میں رہنے کو جمہوریت سے تسلیم کرانا۔

اُصول کار

(۳)

محکمۂ امارت میں تین قسم کی مجلسیں ہوں گی۔

(الف) مجلس دار الخواص جس کے اندر کم از کم چار ارکان ہوں گے تین جیّد عالم متورع، مدبّر اور ایک انگریزی داں قابل دیندار۔

(ب) مجلس دار العلوم جو جمعیۃ علماء کے ارکان منتظمہ و اصحاب الرائے صوبہ ہائے ہند و وزرائے شعبہ ہائے دوائر سے مرکب ہوگی۔

(ج) مجلسِ قوانین جس کے پانچ ارکان ہوں گے۔

(۴)

ہر صُوبہ میں ماتحت امیر الہند ایک ایک حاکم شریعت ہوگا۔ بطریق امیر البلد، امیر الناحیہ، جس کا لقب امیر صوبہ ہوگا اور اس کے تمام کام بھی ان ہی اُصولوں پر مبنی ہوں گے جو امیر الہند اور اس کے نظام کے متعلق طے پا چکے ہیں یا آئندہ طے پائیں۔

(۵)

نظام محکمہ شرعیہ کے ہر شعبہ میں ایک ایک افسر ہوگا جس کا لقب وزیر (ناظر) ہوگا اور ہر وزیر کی وزارت اسی شعبہ کی طرف منسوب ہوگی۔

(۶)

ارکان مجلس دارالخواص و مجلسِ قوانین کو جمعیۃ العلماء اپنے اجلاس میں منتخب کرے گی اور ان دونوں مجلسوں کو اختیار ہوگا کہ حسبِ اجازت امیر الہند کسی اہل الرائے والعلم کا اپنی مجلس میں اضافہ کر لیں۔

(۷)

جب تک امراء صوبہ و وزراء کا تعین نہ ہو صرف ارکانِ منتظمہ جمعیۃ علماء مجلس دارالعوام رہے گی اور جن جن صوبوں میں امراء کا تعیّن اور وزراء کا تقرر ہوتا جائے گا۔ دارالعوام کے ارکان میں وہ شامل ہوتے جائیں گے۔

(۸)

تقرر قضات میں حنفی المذہب کے علاوہ جس علاقہ میں اہلِ حدیث وغیرہ کی ایک معتدبہ جماعت ہوگی وہاں حسبِ ضرورت اہلِ حدیث وغیرہ بھی قاضی مقرر کیے جائیں گے۔

طریق کار

(۹)

مجلس قوانین شعبہ ہائے محکمہ شرعیہ کے لیے مفصل قواعد و ضوابط مرتب کرے گی۔

(۱۰)

مجلس قوانین کے مرتب کردہ قوانین مجلس دارالعوام میں پیش ہوں گے اور دارالعوام کی رائے ظاہر ہونے کے بعد دارالخواص میں پیش ہوں گے اور وہاں جو فیصلہ ہوگا۔ وہی منظور شدہ سمجھا جائے گا اور اسی پر عمل درآمد ہوگا۔

(۱۱)

تمام شعبوں اور تمام قومی و مذہبی کاموں کے مصارف کا متحمل صرف بیت المال ہوگا حتّٰی کہ جمعیۃ علماء کے مصارف بھی اسی سے ہوں گے۔

(۱۲)

جس مقام میں دارالامارت شرعیۃ الہند ہوگا۔ امیر الہند و ارکانِ مجلس دارالخواص کا قیام بھی وہیں رہے گا اور جہاں جہاں حسبِ ضرورت امیر کی نقل و حرکت ہو ارکان دارالخواص اس کے ساتھ ہوں گے۔

اختیارات

(۱۳)

امیر الہند تمام کام حسب قواعد و اُصول مجلس دارالخواص سے مشورہ کر کے انجام دیں گے اور احکام صادر فرمائیں گے، لیکن مہماتِ اُمور میں دارالعوام سے بھی مشاورہ کے بعد احکام صادر فرمائیں گے۔

(۱۴)

مجلس دارالخواص و دارالعوام کے اندر مسائل شرعیہ کا فیصلہ کثرت رائے سے نہ ہوگا بلکہ دلائل کے بعد قوت یا ترجیح دلیل کی بناء پر جو فیصلہ ہوگا وہی قولِ فیصل ہوگا اور حق فیصلہ صدرِ مجلس کو ہوگا۔

(۱۵)

انتظامی قواعد و مصالح کے متعلق بناء بر کثرت آراء صدر مجلس کو حقِ فیصلہ ہوگا۔

(۱۶)

امیر الہند کو اختیار ہوگا کہ مجلس دارالخواص کے علاوہ جمعیۃ علماء صوبہ وار سے مشورہ کر کے اس صوبہ کا والی کسی کو مقرر کر دے یا مقرّر شدہ کو معزول کر دے لیکن اگر جمعیۃ علماءِ صوبہ باتفاق کسی کے عزل سے اختلاف کرے یا کسی کو والی مقرر کرنے کے خلاف ہو تو اس صُورت میں امیر الہند جمعیۃ عُلماء صوبہ کے مشورہ پر عمل کریں گے۔

(۱۷)

شعبہ ہائے محاکم شرعیہ کے تمام ملازمین کا تقرر و برخواست مجلس دار الخواص سے مشورہ کر کے کلیتہً امیر الہند اور اُن کے نائبین (امرائے صوبہ) کے اختیار میں ہوگا۔

(۱۸)

اگر کسی مختلف فیہ مسئلہ کے متعلق کلیتہً حکم صادر کرنے کی ضرورت ہو تو مجلسِ دار العوام میں کامل گفتگو اور بحث کے بعد امیر الہند باصول نمبر ۱۴ فیصلہ کر کے حکم دیں گے۔

(۱۹)

امیر الہند اگر منصب امارت سے علیحدہ ہونا چاہے تو اعلانِ عزل سے پہلے دار العوام سے مشاورت ضروری ہوگی۔ اگر دار العوام باتفاق یا بکثرت آراء عدم عزل کی رائے قائم کرے یا بصورت تعلقات خلافت خلیفہ بھی عزل پر رضامند نہ ہوں تو امیر کو اپنا ارادہ فسخ کرنا ہوگا۔

(۲۰)

اگر امیر الہند از خود اپنے عزل کا فیصلہ کرے اور دار العوام اس میں متفق ہو جائے (اور خلافت سے تعلقات قائم نہ ہوں اور عزل سے پہلے اپنا قائم مقام کسی جامع الشروط کو امیر الہند نامزد کرنا چاہے تو یہ اختیار ہوگا مگر جمعیۃ علماء و دار العوام سے مشورہ لینا ضروری ہوگا۔

حق انتخاب ونصب وعزل

(۲۱)

امیر الہند کے انتخاب و نصب و عزل کا حق کلیتہً جمعیۃ علماء ہند کو حاصل ہوگا اور اس وقت تک رہے گا جب تک کہ خلیفۃ المسلمین کلیتہً غیروں کے اثر سے آزاد اور با اقتدار خود مختار نہ ہو۔

(۲۲)

جس وقت خلیفۃ المسلمین غیروں کے اثر سے آزاد و با اختیار و اقتدار ہو جائیں گے اور جمعیۃ علماء ہند براہِ راست ان سے تعلقات قائم کر لے گی اس وقت خلیفۃ المسلمین جمعیۃ علماء

للہند کے مشورہ سے جس شخص کو نامزد کردیں گے اور اس کے نام سند امارت عطا فرمائیں گے وہی شخص امیر الہند ہوگا اور اس صورت میں امیر الہند کا عزل بھی خلیفۃ المسلمین کے اختیار میں ہوگا جس کو حضرت خلیفۃ المسلمین بمشاورۃ جمعیۃ العلماء للہند عمل میں لائیں گے۔

وجوہ عزل

(۲۳)

امیر الہند بوجوہ ذیل معزول یا مستحقِ عزل ہوگا۔

الف: اگر امیر الہند سے خدانخواستہ کفر بواح کا ظہور ہو (نعوذ باللہ منہ) تو فی الفور معزول ہوگا۔

(ب) امیر الہند کے ذاتی اعمال میں اس حد تک تغیر ہو جائے کہ محارم متفقہ علیہ کا ارتکاب کرنے لگے تو مستحق عزل ہوگا۔ تنبیہ کے بعد بھی اس سے باز نہ آئے تو اس صورت میں معزول کیا جائے گا۔

ج اگر امیر الہند کے رویّہ و طریقِ عمل سے فسادِ دین یا افتراق جماعت مسلمین کا نہایت سخت اندیشہ ہو تو ان صورتوں میں اصلاح نہ ہونے پر مستحق عزل ہوگا۔

د: اگر امیر الہند اپنے فرائض کی انجام دہی سے قاصر و عاجز ثابت ہو بسبب عدم اہلیت یا بسبب غفلت اور اس سے بہتر شخص ملک کے اندر متصف بجمیع صفات مذکورہ دفعہ نمبر ا الف تا واؤ موجود ہو تو اس صورت میں بھی مستحق عزل ہوگا۔ بشرطیکہ بغیر اس کے عزل میں اثارت فتنہ و اختلال جماعت مسلمین کا غالب اندیشہ نہ ہو۔

ہ: جو اختیارات شریعت اسلامیہ سے امیر کو حاصل ہیں اگر اس سے تجاوز کرے یا جو طریق کار جماعت علماء نے اصولاً اس کے لیے متعین کر دیے ہیں اُن کی خلاف ورزی خود رائی سے کرے اور بعد تنبیہ بھی اس سے باز نہ آئے تو اس صورت میں بھی مستحق عزل ہوگا۔

طریق عزل

(۲۴)

امیر الہند منتخب یا نامزد ہونے کے بعد خدانخواستہ عزل کی وجوہات میں سے کوئی وجہ پائی جائے تو

حسبِ ذیل طریق پر اس کا عزل عمل میں آئے گا۔

(الف) جس وقت تک امیر الہند کا عزل و نصب کلیۃً مستقلاً جمعیۃ علماء کے اختیار میں ہے اس وقت تک جمعیۃ العلماء اس کے عزل کا یہ طریق اختیار کرے گا۔

کہ وجوہ عزل کے محقق و مبرہن ہونے کے بعد جمعیۃ علماء ہند ایک خاص اجلاس کسی مقام پر منعقد کرے گی اور کامل غور و خوض کے بعد اگر اُس کے عزل کا فیصلہ علماء کے خاص اجلاس میں ہو تو اجلاسِ عام میں اس کا اعلان کر دے گی اور اسی اجلاس میں کسی دوسرے شخص کو حسبِ شرائط امیر الہند منتخب کر کے اس کا اعلان کر دے گی۔

(ب) جس وقت عزل و نصب کا اختیار خلیفۃ المسلمین کو بمشاورت جمعیۃ علماء حاصل ہوگا تو اس وقت بصورت تحقق وجوہ عزل بمشاورت جمعیۃ علماء خلیفۃ المسلمین معزول فرمائیں گے۔

(۲۵)

جس وقت خلیفۃ المسلمین کو عزل و نصب کا اختیار ہوگا تو اس صورت میں جو وجوہات عزل متذکرۂ صدر بھی کسی مصلحت یا کسی ضرورت سے خلیفۃ المسلمین معزول کر سکتے ہیں مگر اسوقت بھی حضرت خلیفۃ المسلمین کو جمعیۃ علماء الہند سے مشورہ کر لینا مناسب ہوگا۔

انتخاب یا تقرر امیر

(۲۶)

جس وقت تک جمعیۃ العلماء کو حقِ انتخاب امیر کلیۃً حاصل ہے اس وقت تک جمعیۃ علماء ہند انتخاب امیر کے لیے ایک خاص (اسپیشل) اجلاس منعقد کرے گی اور اس اجلاس کے مجلس شوریٰ میں غور و خوض کے بعد جس شخص کو انتخاب کرے گی اس کا نام اجلاس عام میں ظاہر کیا جائے گا اور تمام اراکینِ جمعیۃ علماء و اعیان جو اس وقت موجود ہوں و دیگر حاضرین کو اسی وقت بیعت سمع وطاعت کرنی ہوگی۔

(۲۷)

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس شوریٰ میں جس شخص کے متعلق اکثر رائیں ہوں گی وہی شخص منتخب ہوگا

اور اس صورت میں بعد انتخاب اختلاف کرنے والوں پر بھی اس امیر کے ہاتھ پر بیعت کرنا ضروری ہوگا۔

(۲۸)

اجلاس انتخاب امیر کا اعلان تاریخ اجلاس سے کم از کم پندرہ روز قبل ہوگا۔

جب جمعیۃ کا اجلاس عزل امیر پر غور کرنے کے لیے منعقد ہوگا تو اس کا اعلان بھی پندرہ روز قبل ہوگا اور اسوقت اس امر کا بھی اعلان کرنا ضروری ہوگا کہ بشرطیکہ فیصلہ عزل امیر کا جدید انتخاب بھی ہوگا۔

(۲۹)

امیرالہند از خود معزول ہونے سے پہلے یا مرض الموت میں کسی جامع الشروط کو حسب دفعہ ۲۰ امیرالہند نامزد کر دیں تو وہی شخص امیرالہند ہوگا۔

(۳۰)

جس وقت امیرالہند کا عزل و نصب خلیفۃ المسلمین کے اختیار میں ہوگا تو اس وقت جمعیۃ علماء کے مقرر کردہ امیرالہند کے لیے جمعیۃ کی سفارش کی درخواست پر خلیفۃ المسلمین سندِ امارت مرحمت فرمائیں گے اور جدید تقرری کے وقت (حسبِ ضرورت) جمعیۃ علماء اپنے اجلاس میں حسبِ قاعدہ کسی ایک شخص کو متعین کر کے خلیفۃ المسلمین سے تقرر امیرالہند کی سفارش کرے گی اور سند آنے پر جمعیۃ اسکا اعلان کرے گی۔

جمعیۃ علماء کا منصب

جمعیۃ علماء امارت کی ایک زبردست طاقت ہوگی اس کا طریق عمل بعد انعقاد امارت حسبِ ذیل ہوگا۔

الف : فرامین و احکامِ امیر پر عمل درآمد کرانے میں اپنی تمام اجتماعی قوت صرف کرے گی۔

ب : ضروریات دینی و ملکی پر غور کر کے امیرالہند کے سامنے تجاویز پیش کرتی رہے گی۔

ج : ابواب عبادات و معاملات میں جدید تالیفات کا سلسلہ بزبانِ عربی اس طرح پر شروع کریگی کہ ہر باب کے مسائل نمبروار رہوں۔

ماخذ: مولانا سیّد محمد میاںؒ، جمعیۃ العلماء کیا ہے؟ حصّہ دوم، دہلی ۱۹۴۶ء۔ ص: ۷۹-۹۳

نصف صدی پہلے کے خدشات آج کے واقعات

قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید

کارروائی مجلس عاملہ جمعیت مرکزیہ علماء ہند یکم و ۲ و ۳ فروری ۳۶ء مطابق ۷، ۸ و ۹ ذیقعدہ ۵۴ء بروز شنبہ و یک شنبہ و دوشنبہ بمقام مرادآباد

تجویز نمبر ۲۔ جمعیّت علماء ہند کی مجلس عاملہ کا یہ جلسہ اس معاہدہ کو جو حکومت سعودیہ اور ایک انگلش کمپنی کے درمیان حجاز میں کان کنی کے متعلّق ہُوا ہے سخت خطرہ کی نظر سے دیکھتا ہے۔ یورو پین طاقتوں کی استعماری پالیسی کے خطرناک نتائج اور تباہ کن اثرات جمعیت علماء کے سامنے ہیں جن کی بناء پر جمعیّت جزیرۃ العرب میں ان طاقتوں کے دخلہ کو خواہ وہ کسی شکل میں ہو اطمینان کی نظر سے نہیں دیکھ سکتی۔ جزیرۃ العرب کا تقدس اور بالخصوص حجاز کی غیر مسلم اثرات سے حفاظت مسلمانانِ عالم کے نزدیک اہم ترین مسئلہ ہے اور اس کو کسی حال میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ جمعیت حکومت عربیہ سعودیہ کی مالی حالت اور وسائل و ذرائع کی بہم رسانی کی اہمیّت سے غافل نہیں ہے لیکن اس کے ساتھ وہ جزیرۃ العرب پر غیر مسلم اقتدار کے قیام کے تصوّر سے بھی لرزہ براندام ہے جمعیت کو یہ بھی یقین ہے کہ جلالۃ الملک سلطان عبدالعزیز بن فیصل السعود بھی دول یورپ کی استعماری ہوس سے خُوب واقف ہیں اور یہ کہ جزیرۃ العرب کا تقدس اور ممالک عربیہ کی حفاظت بھی ان کے نزدیک عزیز ترین متاع ہے۔ باوجود اس کے وہ اپنی طرف سے اور مُسلمانان ہند کی طرف سے جلالۃ الملک کی خدمت میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتی ہے کہ جزیرۃ العرب کی غیر مسلم اثر سے حفاظت ان تمام فوائد و منافع سے جو معاہدہ کے ذریعے سے حاصل ہو سکتے ہیں زیادہ قیمتی اور زیادہ اہم اقدام ہے۔

جمعیۃ العلماء کیا ہے، ص: ۲۹۲ - ۲۹۳